اشاروں میں ہی باتیں سمجھنے کی کوشش کرو

(فرمودہ ۲۷ ؍ دسمبر ۱۹۳۵ء)

تشہّد ، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

چونکہ آج جمعہ اور جلسہ اکٹھے ہو رہے ہیں اور نماز کے بعد مجھے تقریر بھی کرنی ہوگی جو وہی مقصد رکھتی ہے جو خطبہ کا ہے اور چونکہ رسول کریم ﷺ خطبہ جمعہ مختصر اور نماز لمبی فرمایا کرتے تھے اور اِس وجہ سے بھی کہ میرا گلا بِالکل بیٹھا ہؤا ہے میں آج اختصار کے ساتھ چند باتیں بیان کرتے ہوئے خطبہ ختم کردوں گا۔ خطبوں اور تقریروں کی اصل غرض نصیحت کرنی ہوتی ہے اور نصیحت دراصل دل سے پیدا ہؤا کرتی ہے جو لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہوتی ہے اور جن لوگوں نے بات سمجھنی ہوتی ہے وہ اشاروں سے بھی سمجھ جاتے ہیں ان کے لئے لمبی تقریروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر وہ لوگ جن کی سمجھنے کی نیّت نہیں ہوتی وہ وضاحت کے بعد بھی کچھ کے کچھ معنی کر لیتے ہیں۔

ایک مسلمان بادشاہ گزرا ہے جو بہت کچھ بدنام ہے قریباً قریباً اُسی قِسم کے اعتراضات اُس پر ہوتے ہیں جو مجھ پر کئے جاتے ہیں۔ اُس کا نام بھی وہی ہے جو میرا ہے وہ بادشاہ محمود غزنوی ہے۔ لوگ مجھ پر بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اِس نے لڑائی ڈلوادی اور اُس کے متعلق بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ لڑائی کے ذریعہ ملک فتح کرتا تھا۔ محمود غزنوی کے غلاموں میں سے ایک غلام ایاز تھا۔ ایک دفعہ محمود ہندوستان سے واپس غزنی جا رہا تھا۔ اُس کے ساتھ جو جرنیل تھے اُن میں سے ایک ایاز بھی تھا۔ وہ اپنے دستۂ فوج کو لے کر گھوڑے کو ایڑ لگا کر ایک سمت چلا گیا۔ درباری لوگ ایاز سے حسد کرتے تھے

انہوں نے بادشاہ کے سامنے اُس کی شکایت کی اور کہا کہ حضور! دیکھئے یہ کتنا گستاخ ہوگیا ہے آپ اِس کی جتنی عزت افزائی کرتے ہیں وہ اُتنا ہی زیادہ گستاخ ہوتا جاتا ہے۔ آپ کو دشمن کے ملک میں اکیلا چھوڑ کر خود کہیں چلا گیا ہے۔ محمود ایک عقلمند اور سمجھ رکھنے والا بادشاہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایاز بڑا وفادار جرنیل ہے۔ شکایت کرنے والوں سے اُس نے کہا اچھا! اُسے آنے دو، اُس سے پوچھوں گا۔ اِسی اثناء میں ایاز مع اپنی فوج کے آ پہنچا اُس کے ساتھ ایک قیدی تھا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں چلے گئے تھے؟ ایاز نے جواب دیا حضور نے دو چار بار اُس پہاڑی کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا تھا میں نے سوچا کہ محمود کی نظر بلا وجہ کسی طرف نہیں اُٹھ سکتی ضرور وہاں کوئی بات ہے چنانچہ اپنے دستہ کو ساتھ لے کر میں اُس طرف گیا۔ تو دیکھا کہ یہ شخص درّہ میں جہاں سے سڑک گزرتی تھی ایک پتھر کی اوٹ میں کمان لئے اِس غرض سے بیٹھا تھا کہ حضور گزریں تو نشانہ کرے حضور کی نگاہ اُس طرف اُٹھتی دیکھ کر میں وہاں پہنچا اور اسے گرفتار کر لیا۔

پس جن کی نیّت سمجھنے کی ہوتی ہے وہ اشاروں سے ہی سمجھ جاتے ہیں لیکن جن کی نیّت سمجھنے کی نہ ہو وہ وضاحت کے بعد بھی نہیں سمجھتے۔ نہ سمجھنے والوں کی ایک مثال بھی بیان کرتا ہوں۔ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک مکان کی فروخت کا سوال تھا جو انجمن کو وصیّت میں ملا تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل چاہتے تھے کہ وہ ایک مصیبت زدہ شخص کو کم قیمت پر دے دیا جائے۔ مکان کی قیمت جس وقت وہ وصیّت میں دیا گیا قریباً دو ہزار تھی اور انجمن ۴ ہزار، ۵ ہزار لینا چاہتی تھی۔ بعض ممبروں نے حضرت خلیفہ اوّل کی مخالفت کی اور کئی بہانے بنائے۔ آخر حضرت خلیفہ اوّل سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اب اِس میں دخل نہیں دیتا جو تمہاری مرضی ہو کرو۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان الفاظ کا یہی مطلب تھا کہ آپ ناراض ہیں۔ یہ تحریر انجمن میں پیش کی گئی اور مجھے بھی بلایا گیا اور کہا گیا کہ حضرت خلیفہ اوّل نے اجازت دے دی ہے کہ انجمن جس طرح چاہے کرے۔ میں نے جب وہ تحریر پڑھی تو میں نے کہہ دیا کہ یہ اجازت نہیں بلکہ اظہارِ ناراضگی ہے۔ اور انجمن نے اس کو فروخت کرنے کی جو تجویز کی ہے، میں اِس کے خلاف ووٹ دوں گا۔ اِس پر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب بِالخصوص اور بعض دوسرے ممبر بِالعموم بار بار مجھے یہ کہتے میاں صاحب! تقویٰ سے کام لینا چاہئے قوم کا روپیہ ہے۔ مگر میں نے کہا کہ میں اِس کی ضرور مخالفت کروں گا اور میرے نزدیک تقویٰ یہی ہے۔ چنانچہ میں نے

مخالفت کی مگر اکثریت میرے خلاف تھی ۔ اِس لئے فیصلہ یہ ہؤا کہ زیادہ قیمت لے لی جائے ، کم نہ لی جائے ۔ اِس فیصلہ کی اطلاع جب حضرت خلیفہ اوّل کو ہوئی تو آپ سخت ناراض ہوئے ۔ اُس وقت آپ مسجد مبارک کے اوپر والے کمرہ میں جہاں پہلے مولوی عبدالکریم صاحب رہا کرتے تھے اور بعد میں آپ رہنے لگ گئے تھے بیٹھے تھے ۔ آپ نے سب ممبروں کو بلایا اور اِس بارہ میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا سب ممبروں نے متفقہ فیصلہ کیا ہے ۔ ان میں سے ایک مجھے بھی بلا لایا ۔ مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا ۔ میاں ! انہوں نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی اور اس کے خلاف فیصلہ کیا ۔ کیا آپ نے بھی میرا منشاء نہ سمجھا ؟ اُس وقت میں نے کہا کہ یہ لوگ مجھے بار بار تقویٰ کی نصیحت کرتے ہیں پھر بھی مَیں نے اِن کے خلاف ووٹ دیا اور کہا کہ میں اِسی میں تقویٰ سمجھتا ہوں اور کہا کہ میں اخیر تک مخالفت کرتا رہا ۔ تب آپ نے اُن سے پوچھا ۔ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ اِنہوں نے زور سے مخالفت نہیں کی تھی ۔ تو جب کوئی بات نہ ماننی ہو تو اس کے لئے بہانہ بنا لینا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی ۔ مگر ماننے والے اشارہ سے مان لیتے ہیں ۔ رسول کریم ﷺ ہمیشہ خطبہ چھوٹا اور نماز لمبی پڑھا کرتے تھے ۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جتنی دیر میں خطبہ پڑھا کرتے اِس سے دُوگنا وقت نماز میں صَرف فرماتے ۔[1] اِس زمانہ میں چونکہ لوگ اشاروں سے مانتے نہیں اِس لئے لمبی تقریریں کرنی پڑتی ہیں ۔ پس مَیں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اِشاروں سے بات کو سمجھنے کی کوشش کیا کرو ۔ اِدھر اشارہ ہؤا اُدھر اُس پر عمل شروع کر دیں اور اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کریں کہ جب کوئی نیک بات کہے اُس کو فوراً مان لیں ۔ لمبی تحریکوں اور تقریروں کا انتظار نہ کیا کریں ۔ لمبی تقریروں کی بھی ضرورت ہؤا کرتی ہے مگر وہ علمی تقریریں ہوتی ہیں وعظ و نصیحت کی نہیں ۔ پس اِس نصیحت کے ساتھ کہ دوستوں کو چاہئے کہ اشاروں میں بات کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں میں آج کے خطبہ کو ختم کرتا ہوں ۔

(الفضل ۴ ؍ جنوری ۱۹۳۶ء)

---

[1] بخاری کتاب الجمعة باب تخفیف الصلوٰة و الخطبة